ہندومت اور اسلام کے سلاسل تصوف کا جائزہ

THE ANALYSIS OF THE SPIRITUAL ORDER (salasul-i-tariqat) OF HINDUISM AND ISLAM

.***Muhammad Shaukat Iqbal***
Ph.D Research scholar, Deptt of Islamic Studies, university of Peshawar.
shaukatiqbal851@gmail.com
Prof. Dr. Mushtaq Ahmad
Professor, Deptt of Islamic Studies, university of Peshawar
- drmushtaqisl@uop.edu.pk

ISSN
2708-6577

ABSTRACT
This article Provides description about the different spiritual orders (salasul-i-tariqat) of the Hinduism and Islam. There are many different spiritual order of Hinduism and islam which are known by their founder name or by the place.The salasul tasawwuf are the main source of spiritual inspiration and training.In Islam four salasul tasawwuf are very famous,such as Naqshbandiya, Chistiya, Qadriya and suharwardiya.In Hindism the salasul tasawwuf are sprang from the sufis such as shankara,kabir panth,lal dasi etc. the spiritual order play a vital role in the preaching of religious thoughts.

Key words: *Spiritual order, Hinduism, Islam, Naqshbandiya, chistiya, qadriya, suharwardiya*

سلسلہ عربی زبان کا لفظ ہے جس سے مراد حلقہ، جوڑیا زنجیر لیا جاتا ہے۔ صوفیائے کرام نے تزکیہ نفس کے مختلف طریقے ترتیب دیئے ہیں جن کو سلسلہ یا خانوادہ (خان اور وادہ بمعنی بنیاسے مرکب ہے یعنی فقیروں کا سلسلہ خاندان) کہا جاتا ہے۔ سلاسل تصوف کی تعداد زیادہ ہے ۔ ہر سلسلہ تصوف کی ہر شاخ کا ایک بانی ہے، جس کے نام سے سلسلہ جانا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض سلاسل تصوف کسی جگہ کی وجہ سے بھی جانی جاتی ہیں جیسے کہ سلسلہ چشتیہ، تمام سلاسل تصوف جس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہے ان تمام سلاسل تصوف کے صوفیائے کرام نے اپنی تعلیمات کے ذریعے لوگوں کے درمیان امن، بھائی چارہ، پیار ومحبت، تعظیم انسانیت، فلاح انسانیت، ہمدردی اور مساوات وغیرہ کو پروان چڑھایا ہے۔ دیگر مذاہب کی طرح ہندومت میں بھی وقفے وقفے سے سماجی اور سیاسی اصلاح کنندگان پیدا ہوئے جنھوں نے ہندومت کے سیاسی اور سماجی ہیئت کی نوک پلک درست کرنے کی کوشش کی اور ورن آشرم جیسے ظالمانہ اور غیر عادلانہ نظام سماج کے خلاف آواز اٹھائی اور شودر جیسے پست طبقے کو ہریجن (فرزندان خدا) جیسے القاب سے نوازا۔ وہاں تصوف کے میدان میں بھی مختلف زمانوں کے ہندو مصلحین نے ہندو تصوف کی تجدید واصلاح کا بیڑا اٹھایا اور اسے عوام میں مؤثر اور قابلِ عمل بنانے کی کوشش کی۔ ہندومت کے ان صوفی مصلحین میں سری شنکرا، سری رامانج، بھگت کبیر، رام دیو، تکارام، بدھا اور نانک جیسے لوگ شامل ہیں۔ خود جین مت کے مہاویر اور بدھ مت کے سدھارتھ اور سکھ مت کے بابا گرونانک جیسی شخصیات ہندومت کے دینیاتی اتار چڑھاؤ اور نظریاتی پیچ وتاب کے نتیجے میں سامنے آئے جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ خود یہودی سماج کے ایک فرد کی حیثیت سے پیدا ہوئے لیکن انھوں نے یہودی سماج اور ان کے دینیاتی فکر کے خلاف آواز اٹھائی جو ہوتے ہوتے ایک عالمگیر مسیحیت میں تبدیل ہوگئی۔ اس طرح بدھ، جین اور سکھ مت بھی ہندو سماج کے اندر ایک مستقل مکتبِ دینیات کی شکل اختیار کر گئیں۔ ہندومت کے صوفی مصلحین نے اپنے زمانوں میں ہندومت کے تصوف کو دینیاتی اور فلسفیانہ

رنگ دیا اور تصوف میں ادراک اور حصول وجدان اور سمادھی کے لیے ایک دوسرے سے نسبتاً مختلف اعمال کا پرچار کیا جو بعد میں مستقل سلاسل تصوف کی روپ میں سامنے آئے۔ یہاں یہ واضح رہے کہ ہندو تصوف بیک وقت ہندو دینیات اور طبیعیات اور مابعد الطبیعات سے متعلق ہندو فلسفے دونوں سے متاثر ہے یا ان دونوں کے امتزاج کا نتیجہ ہے۔ اس حوالے سے میماسہ، ویشک، نیایہ، سانکھیہ، یوگ اور ویدانت کے چھ فلسفیانہ اور متصوفانہ سلاسل اور مکاتب فکر قابل ذکر ہیں۔(1)

فلسفہ میماسہ ویدوں کا ابتدائی تجزیہ ہے۔ جے منی اسے راہ عمل قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وید مقدس نہ صرف قدیم ہے بلکہ یہ ہر قسم کے اغلاط سے پاک تحریر ہے، اگر کوئی ہندو عابد مقدس وید کی تعلیمات کے روشنی میں یگیہ، مذہبی عبادات اور رسومات ادا کرے اور اس کے ساتھ ساتھ ممنوعہ اشیاء سے پرہیز کرے تو وہ جنت میں اعلیٰ مقام پر فائز ہو سکتا ہے۔ وید کی خداشناسی انسان کے جسم اور روح کو متحد رکھتا ہے۔ وید سے جدائی ایسی ہے جیسے روح انسانی جسد انسانی سے جدا ہو۔ اس مکتب فکر کے تحت اگر کوئی ہندو مقدس وید پر عمل پیرا ہوں تو وہ جنم ثانی کے چکر سے بھی بچ سکتا ہے۔(2)

فلسفہ نیایہ کی بنیاد تیسری صدی ق م میں "ہندوستان کا ارسطو" کے نام سے مشہور گوتم نے رکھی ہے۔ اس نے فلسفیانہ افکار کو نیایہ سوتر کی شکل میں مرتب کیا ہے۔ یہ فلسفہ بنیادی طور پر منطقی تجزیہ کو کائنات کے بارے میں سچائی تک پہنچنے کا وسیلہ قرار دیا جاتا ہے۔(3)

سانکھیہ ہندوستان کا قدیم ترین متصوفانہ اور فلسفیانہ طریقہ ہے۔ اس کی بنیاد بدھ مت سے پہلے کپیلا نے 800ق م میں ڈال دی تھی۔ کپیلا کی سوچ کے مطابق مادہ اور روح دونوں ابدی اور کائنات کی بنیاد ہیں۔(4) کپیلا کے فلسفہ سانکھیہ کے بارے میں پروفیسر گاربے لکھتے ہیں کہ کپیلا کے اصول وعقائد نے تاریخ میں پہلی بار انسانی ذہن کو مکمل آزادی اور اسے اپنی قابلیت پر مکمل بھروسہ دیا ہے۔(5)

یوگ کا فلسفیانہ سلسلہ بھی فرد کے انفرادیت کی اساس پر قائم ہے۔ اس کی داغ بیل 200ق م اور 500ق م کے درمیانی مدت میں رکھی گئی ہے۔ لفظ یوگ اردو میں " جوتنے" کے لیے بولا جاتا ہے اور وہ یہ کہ مادہ اور روح کا باہمی ملاپ ہی اصل وجدانی راستہ ہے۔ پتنجلی نے یوگ کے ارتقاء میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ آپ کی متصوفانہ اور فلسفیانہ تحریر یوگ یا پتنجلی سوتر نے یوگ سلسلہ کو مواد فراہم کیا۔ یوگ وجدان کا عملی طریقہ ہے جس کی ابتداء وادی سندھ سے ہوئی اور پھر دھیرے دھیرے جنوبی اور شمالی ہندوستان تک پھیل گیا۔(6)

وجدان اور مرئی قوتوں سے متعلق مذکورہ فلسفیانہ نظاموں نے ہندوؤں کی دینیاتی اور وجدانی فکر کو کافی حد متاثر کیا انہی کی روشنی میں ہندو یوگیوں اور وجدانیوں نے تصوف کو تجزیاتی مطالعہ سے گزارا۔ جس کے نتیجے میں ہندومت کے اندر تصوف کے بڑے سلسلے اور مکاتب فکر پیدا ہوئے۔ ذیل میں ان کی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

ہندو تصوف کا **سلسلہ شنکریہ** شنکر آچاریہ سے منسوب ہے۔ شنکر اچاریہ نے توحید غیر اوصافی کا درس دیا ہے۔ آپ کے مطابق حقیقت لاثانی ہے اور اس کے علاوہ کوئی چیز حقیقی نہیں ہے جو کچھ ہے وہی ہے۔ اس کے دو رخ ظاہر اور باطن ہیں، ہم جو کچھ اپنے حواس سے محسوس کرتے ہیں وہ فرضی اور خیالی ہے اور اسے سحر سے تشبیہ دی ہے۔ حقیقت ازلی و ابدی بھی ہر لحہ ضرور کسی نہ کسی شکل میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ حقیقت کی صفات میں ایک مایا بھی ہے یعنی نقش خیالی تمام کائنات مایا ہے۔ ہمیں وحدت میں جو نظر آتی ہے یہ ہماری جہالت کا پردہ ہے۔ اگر چہ ہم اس جہالت کے متعلق نہیں جانتے کہ یہ کب اور کہاں سے آئی۔ لیکن ہم بطور حق الیقین جانتے ہیں کہ وہ اور ہم اس کے قبضہ میں ہیں۔ جب یہ پردہ ہماری آنکھوں سے اٹھ جائے گا۔ تو ہم اسے بے پردہ دیکھ سکیں گے۔(7)

سلسلہ نمبارکہ نمبادت، اصل نام بھاشکر آچاریہ سے منسوب ہے۔ آپ کو سورج دیوتا کا اوتار مانا جاتا ہے۔ اس سلسلے کے پیروکار کرشنا اور رادھا کی پرستش کرتے ہیں۔ اس سلسلے کے پیروکار بالائی ہندوستان اور متھرا کے ارد گرد پائے جاتے ہیں۔ سریمد بھگوت پران ان کی سب سے اہم دستاویز ہے۔ (8)

وولبھو آچاریہ نے 15 ویں صدی عیسوی میں **کرشنا سمپردائے کی بنیاد** رکھی۔ آپ کو کرشنا کا اوتار مانا جاتا ہے۔ آپ نے کرشنا کی پرستش کی دعوت دی ہے۔ اس سلسلے کی رو سے بھگتی کا مطلب صرف آزادی(liberation) ہے اور مخلوقات اللہ تعالی کی وجہ سے قائم ہیں یعنی مخلوقات اعراض ہیں اور حق تعالی ان کے لیے بمنزلہ جوہر ہے۔ مثلاً اگر سطح نہ ہو تو مثلث یا مربع کا وجود بھی ممکن نہیں۔(9) اس سلسلے کے پیروکار آج بھی بمبئی، گجرات اور وسط ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اپنی پیشانیوں پر دو کھڑی لکیریں کھینچتے ہیں۔ جنھیں ناک کی جڑ میں لاکر نیم چاند کی صورت بنا کر ملا دیتے ہیں۔ گلے میں تلسی کی کنٹھی اور ہاتھ میں تلسی کی مالا کی جپ (تسبیح) کرتے ہیں۔ ہندوستان کے تصوف میں رامانج آچاریہ (م1137ء) کے متصوفانہ **سلسلہ سری سمپردائے** زیادہ معروف ہے۔ اس سلسلے میں وشنو کو دوسرے دیوتاؤں پر فوقیت دی جاتی ہے اور بھگتی کو وسیلہ نجات قرار دیا جاتا ہے۔ اس سلسلے کے پیروکار وشنو، لکشمی اور ان کے اوتاروں کی پوجا کرتے ہیں اور ماتھے پر دو عمودی سفید لکیریں اور درمیان میں سرخ لکیر بناتے ہیں۔ پیروکار آشٹنکشر ااور اوم نامو"Om Namu" کا زیادہ تکرار کرتے ہیں۔ رامانج سلسلے کی چھوٹی شاخ **رامانندیسی** کہلاتی ہے۔ بالائی ہندوستان میں اس کے پیروکار زیادہ پائے جاتے ہیں۔ رامانندیسی دراصل رامانج کے پیروکار ہیں جو رام چندر جی، سیتا، لکشمن اور ہنومان جی کے پرستار ہیں اور" بھگتی مالا" پر عمل کرتے ہیں۔(10) تیرویں صدی عیسوی میں شری مدھواچاریہ (م1278ء) نے **برہمہ سمپردائے** کی بنیاد رکھی۔ خدا کے بارے میں مادھو کہتے ہیں کہ خدا وہ خود مختار ہستی ہے جو دنیا پر حکمران ہے اور اسی کے فضل و کرم سے ہی انسان کو نجات نصیب ہوتی ہے۔ اس سلسلے کی رو سے مخلوقات اعرض نہیں ہیں بلکہ موجود بالعرض ہیں یعنی بذات خود قائم ہیں بخلاف اعراض کہ وہ خود قائم نہیں ہو سکتے بلکہ اپنے قیام کے لیے ہر آن جوہر کے محتاج ہوتے ہیں۔ تمام مخلوقات اللہ تعالی سے متصل ہیں۔(11) مادھو آچاریہ سلسلے کے گروبرہمن اور سنیاسی وشنو کی پرستش کرتے ہیں۔ اس سلسلے کے پیروکار اپنی چھاتی اور کندھوں پر گرم لوہے سے سنکھ، چکر، گدا، پدم جو وشنو کی علامات ہیں، کو بناتے ہیں۔ اس سلسلے کے ماننے والے کرناٹک میں پائے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ کے لوگ دیوتاؤں کے نام رکھتے ہیں اور جسم پر دیوتاؤں کے ہیولائی علامات بناتے ہیں۔(12)

سلسلہ چےتنیہ کے بانی چےتنیہ ہیں۔ چےتنیہ جی نے خدا کے بارے میں کہا ہے کہ خدا ہر آتما کے اندر موجود ہے اس لحاظ سے تمام انسان برابر ہیں خواہ برہمن ہے یا شودر یکساں تعظیم و تکریم کے لائق ہیں۔ اس لیے ورن آشرم جیسے طبقاتی تقسیم کی کوئی دیناتی حقیقت نہیں ہے۔ چےتنیہ جی نے پریم، شانتی اور آشتی کا درس دیا ہے۔ آپ نے انسانی نجات کے بارے میں فرمایا ہے کہ نجات صرف خدا کی عبادت اور انسانی محبت ہی سے ملتی ہے۔ بنگال اور اڑیسہ میں اس سلسلہ کے مراکز بنگال اور اڑیسہ میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ بنگالی لوگ چےتنیہ جی کو سری کرشن کا اوتار مانتے ہیں۔(13) حضرت تقی سہروردی کے خلیفہ اور سلسلہ کبیر پنتھ کے بانی بھگت کبیر کی پیدائش بنارس میں 1440ء کو ہوئی۔ آپ نے سب سے پہلے ہندی زبان میں معرفت بیان فرمائی ہے۔ آپ نے خرقہ خلافت حضرت شیخ بھیکا چشتی کی خدمت کر کے حاصل کی۔ ہندو اور مسلمان دونوں آپ کے مرید تھے۔(14)

رام چرن سنگھ کا متصوفانہ **سلسلہ رام سنیہی** ہندوستان میں اہم مقام رکھتی ہے۔ اس سلسلے کا بڑا مرکز شاہپور میں ہے۔ اس سلسلے میں درویشوں کو شامل ہونے کی اجازت حاصل ہے۔ اس سلسلے کے پیروکار میواڑ، الوار، بمبئی، گجرات، احمد آباد اور حیدرآباد میں پائے جاتے ہیں۔ اس

سلسلے میں مورتیوں کی پوجا نہیں کی جاتی۔ اس سلسلے کے مذہبی اعمال ایک حد تک مسلمانوں کی طرح ہیں۔ اس سلسلے کے عبادت گاہوں میں دن میں پانچ مرتبہ عبادت ہوتی ہے۔(15)

دادو پنتھ سلسلہ کے بانی دادو دیال بہت بڑے درگزر کرنے والے اور رحمدل شخص تھے۔ اس وجہ سے آپ نے بھی اپنے مریدوں کو بت پرستی، جلالی حیوانات کا گوشت نہ کھانے اور جاندار کو تکلیف نہ دینے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے عورت اور بیوی کو چھوڑ دینے اور دنیا سے کنارہ کشی کا اختیار لوگوں کو دیا ہے۔ اس سلسلے کے پیروکاروں میں سے جب کوئی مر جاتا ہے تو اس کی لاش کو جلانے کے بجائے گھوڑے پر لاد کر اسے جنگل میں کھلا چھوڑ دیتے ہیں تاکہ درندے اسے نوچ کر کھائیں۔(16)

سلسلہ شیو نرائن سوامی نارائن سنگھ سے منسوب ہے۔ اس سلسلے میں ہر ذات سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلے کے ماننے والوں میں سے جب کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کی لاش اس کی وصیت کے مطابق یا تو دفن کی جاتی ہے یا جلادی جاتی ہے اور یا دریا میں بہادی جاتی ہے۔ مغل بادشاہ شہنشاہ محمد شاہ بھی اس سلسلے کے ماننے والے تھے۔ اس سلسلے کے بانی نے محمد شاہ کو کلمہ پڑھایا اور اس کی سند پر اس سلسلے کی تبلیغ ہوئی۔ اس سلسلے کے مرکز میں اب بھی وہ شاہی سند محفوظ ہے جس کی بنیاد پر انھیں اپنے عقائد و افکار کی تبلیغ کرنے کی اجازت تھی۔

سلسلہ نرائنی سہجانند سے منسوب ہے۔ آپ نے سری کرشن اور نرائن کو خدائے واحد سے تعبیر کیا ہے۔ آپ خود کو کرشن اور نارائن کا اوتار سمجھتے تھے۔ آپ نے اس سلسلے کے پیروکاروں کو جانوروں کا گوشت کھانے، مسکرات کے استعمال کی ممانعت، چوری، ڈکیتی، بہتان باندھنے اور تمام اخلاقی برائیوں سے منع فرمایا ہے۔

سلسلہ لال داسی کے بانی لال داس ہیں۔ اس سلسلہ تصوف پر بھگت کبیر کے افکار اور تعلیمات کی نمایاں چھاپ دکھائی دیتی ہے۔ لال داسی سلسلے سے تعلق رکھنے والے معلم شادی شدہ ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں مزامیر کے ساتھ بھجنوں کا گانا ان کی عبادت کا اہم جزو تصور کیا جاتا ہے۔

کرت بھاس کا سلسلہ تصوف ست نیہ کی ایک شاخ کہلائی جاتی ہے۔ اس کے بانی کرتا بابا کا اصل نام رام سمرن پال تھا جو سترھویں صدی عیسوی کے کسی مرحلے پر چکدھا کے قریب ندیا گاؤں میں پیدا ہوئے جہاں وہ ایک مسلمان گھرانے میں جوان ہوئے۔ اسی وجہ سے آپ کے افکار اور تصورات پر اسلامی اثر نمایاں ہے۔(17)

سلسلہ چرن داسی چرن داس سے منسوب ہے۔ اس سلسلے میں مرد اور عورت دونوں کو داخل ہونے کی اجازت ہے۔ چرن داس کی تعلیمات کبیر کی تعلیمات سے مماثلت رکھتی ہیں۔ اس سلسلے میں توحید باری تعالیٰ، توکل علی اللہ اور معلم کی تعظیم و تکریم ضروری ہے۔ اس سلسلے میں بت پرستی کی ممانعت ہے۔ چرن داس نے جھوٹ بولنا، ناپاک اور غلیظ زبان کا استعمال، دلیل باطن (Sophistry)، چوری، حرام کاری، مخلوقات کو بلاوجہ قتل کرنا، دوسرے لوگوں کو نقصان پہنچانا، لوگوں سے نفرت اور جنون عشق سے منع فرمایا ہے۔ اس سلسلے کے پیروکار زرد لباس پہنتے ہیں۔(18)

سلسلہ ست نامی کی بنیاد جگ جیون نے رکھی ہے۔ آپ کے تعلیمات "جنان پرکاش"، "مہاپرے" اور "پرتھم گرنتھ" کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں ہر ذات کے لوگ مسلمان، برہمن، ٹھاکر اور چمار وغیرہ شامل ہو سکتے ہیں۔ آپ نے توحید کی پرچار کی ہے۔ خود ست کا لفظ نام برحق کا مفہوم ادا کرتا ہے اور خدا کو جملہ صفات سے ماورا، خود سپردگی اور دنیا سے بے نیازی پر زور دیتا ہے۔

سلسلہ ستنامی جو کہ بیر بھان سے منسوب ہے یہ سلسلہ ستنامی جگ جیون ہی کی ایک شاخ ہے۔اس سلسلے کی مجموعہ تعلیمات کو" پوتھی" یا "کتاب" کہا جاتا ہے۔ یہ کتاب جلسہ گاہ میں مرد، عورتیں اور بچوں کی موجودگی میں پڑھی جاتی ہے۔اس سلسلے میں ورن آشرم کالحاظ نہیں رکھا جاتا۔ یہ آپس میں شادیاں اور آپس میں کھانا کھاتے ہیں۔ اگر کوئی جماعت سے نکل جاتا ہے تو اسے جرائم کی سزادی جاتی ہے۔ یہ ایک خدا کی پرستش ست نام کے نام سے کرتے ہیں۔ یہ کسی مادی شے کو خدا کے قائم مقام نہیں بناتے اور نہ ہی کسی انسان یا بت کے سامنے پوجا کرتے ہیں۔اس سلسلے والوں کی عبادت مراقبہ اور اعمال صالحہ پر مشتمل ہوتی ہے۔اس سلسلے کا بنیادی مقصد فنافی اللہ ہونا ہے۔اس سلسلے کے عقائد میں منشیات اور حیوانی غذا سے پرہیز، دوسرے افراد پر ظلم نہ کرنا، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کی مخالفت، تواضع وانکساری اختیار کرنا، جھوٹ سے اجتناب، خواہشات نفسانی کا خاتمہ، سفید لباس پہننا، منشیات اور مسکرات کی ممانعت، فقیرانہ لباس پہننے کی ممانعت اور خیرات مانگنے کی پابندی شامل ہے۔اس سلسلے کے مراکز دہلی، آگرہ، مرزاپور اور جے پور میں پائے جاتے ہیں۔

سلسلہ لگایت کی ابتدا بارھویں صدی عیسوی میں بساؤ سے ہوئی۔اس سلسلے والے خدائے واحد کے پرستار ہیں۔اس سلسلے کے پیری مریدی اور بیعت کے طریقے مسلمانوں سے مماثلت رکھتے تھے۔اس سلسلے میں بچپن کی شادی کارواج نہیں ہے البتہ طلاق کی اجازت ہے۔بیواؤں کو دوبارہ شادی کرنے کی اجازت حاصل ہے۔اس سلسلے کے پیروکار اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں۔اس سلسلے کے تمام دیوتائی نشان رکھنے والے لوگ آپس میں کھانا کھاتے ہیں۔ اس سلسلے کے پیروکار کناری اور تلنگو کے خطوں میں پائے جاتے ہیں۔اس سلسلے والے خود کو ویر شیوئی" شیو کے بہادر پیرو" کہتے ہیں۔

سلسلہ بشنوی سائیں جانھا سے منسوب ہے۔اس سلسلے کے پیروکار اپنے پیر کو" جہاں نما" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔اس سلسلے والے کسی جاندار کو اذیت نہیں دیتے۔ اس سلسلے کے پیروکار اپنے سلسلے کے علاوہ دوسرے لوگوں کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے۔یہ پانچ وقت عبادت کرتے ہیں۔اس سلسلے والے خدا، فرشتوں اور پیغمبروں کے نام اس طرح سے لیتے ہیں جیسے اللہ، میکائیل، عزرائیل اور جبرائیل وغیرہ۔یہ اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں۔ان لوگوں سے جہاں تک ہوسکتا ہے لوگوں کے ساتھ نیکی کرتے ہیں۔ان میں ایک جماعت بھیک مانگتی ہے اور جو کچھ جمع ہوتا ہے اسے اندھوں اور معذوروں میں بانٹ دیتے ہیں۔

سلسلہ نرانجنیاں ھری داس(م 1645ء) سے منسوب ہے۔اس سلسلے میں بت اور بت خانہ یا مسجد اور کعبہ کی پوجا نہیں کی جاتی اور نہ کسی سمت کو متبرک مانتے ہیں اور نہ کسی چیز کو اللہ تعالی کی معرفت اور تقرب حاصل کرنے کا ذریعے سمجھتے ہیں۔یہ صرف حق تعالی کی پرستش پر یقین رکھتے ہیں جس کی بابت ان لوگوں کو نرانجی کہا جاتا ہے۔یہ لوگ دنیا کے کاموں میں مشغول نہیں ہوتے۔اس سلسلے کے بعض افراد پانی پینے کے واسطے مٹی کا برتن ساتھ رکھتے ہیں۔یہ نہ کسی جاندار کو اذیت دیتے ہیں اور نہ سبز گھاس کو کاٹتے ہیں اور نہ کسی شے کو جلاتے ہیں اور نہ کھانا پکاتے ہیں یہ بھوک لگنے کی صورت میں ہندوؤں کے گھروں میں چلے جاتے ہیں۔اس سلسلے میں سے جب کسی کے موت کا وقت قریب آجاتا ہے تو وہ اس سے پوچھتے ہیں کہ اسے جلایا جائے یا دفنائے جائے۔وہ جو بھی کہتا ہے اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سلسلہ پیارا پنتھی بابا پیارا سے منسوب ہے۔اس سلسلے کے پیروکار بھیک مانگتے ہیں۔ان کے بھیک مانگنے کا طریقہ اس طرح سے ہے کہ جب یہ کسی گھر یا دوکان پر جاتے ہیں تو وہاں پر یہ خاموش کھڑے ہوتے ہیں نہ کچھ بولتے ہیں اور نہ زبان سے مانگتے ہیں جو ملتا ہے اسے لیتے ہیں اور اگر کچھ نہیں ملتا تو یہ سیدھا وہاں سے چلے جاتے ہیں۔

سلسلہ دھرنیہ پران ناتھ کھشتری سے منسوب ہے۔ اس سلسلے میں نہ بتوں کی پوجا کی جاتی ہے، نہ ذات پات کی پابندیوں کو مانا جاتا ہے اور نہ برہمنوں کی برتری کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ہندو اور مسلمان دونوں شامل ہو سکتے ہیں۔ آپ نے اپنے ایک رسالے "قیامت نامے" میں لکھا ہے کہ قوم کے پاس جا اور ان سے کہہ کہ اے مومنو اٹھو یوم قیامت آ گئی ہے۔ جو قرآن کہتا ہے وہی میں بھی کہتا ہوں۔ میں تمھارے سامنے سارا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ جو شخص پیروؤں کا خصوصی پیشوا ہے۔ اس کو ہوشیار رہنا چاہیے میں تو صرف خبردار کرتا ہوں کہ گیارویں صدی ہجری میں تم لوگ بے خوف ہو جاؤ گے اور سب خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان ایک ہی مذہب کے پیروکار ہوں گے۔

سلسلہ دھرنی داس کے بانی دھرنی داس 1656ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کی تعلیمات دو کتابوں "ستیاپرکاش" اور "پریم پرکاش" میں پائے جاتی ہیں۔ اس سلسلے کے پیروکار آج تمام ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ آپ کے مطابق شمع تو دل کے اندر موجود ہے اس میں نہ بتی ہے نہ تیل اور نہ لو، اے دھرنی خیال، کلام اور عمل سے انسان کا واسطہ ہونا چاہیے۔

سلسلہ نارائنی کی بنیاد دھری داس (م 1644ء) نے رکھی۔ اس سلسلے میں بتوں کی پوجا نہیں کی جاتی اور نہ یہ مندر کو، نہ کعبہ کو اور نہ کسی قسم کی عبادت کو مانتے ہیں۔ یہ لوگ معرفت کو پانے کے لیے صرف نارائن کی تعریف کو کافی سمجھتے ہیں۔ اس سلسلے کے پیروکار دنیاوی کاموں میں دلچسپی نہیں لیتے بلکہ ان کا آئین ترک علائق اور عزلت نشینی ہے۔(19)

سلسلہ ملوک داسی کے بانی ملوک داس (م 1682ء) ہیں۔ یہ سلسلہ رامانندیی سلسلے کے قریب ہے۔ ان دونوں سلسلوں میں اہم فرق یہ ہے کہ سلسلہ ملوک داسی میں سنیاسی شامل نہیں ہوتے بلکہ اس سلسلے میں عام لوگ شامل ہوتے ہیں اور سلسلہ رامانندیی میں عام لوگوں کے ساتھ ساتھ سنیاسی بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس سلسلے کے پیروکاروں کی خانقاہیں اب بھی ضلع کڑا اور دوسرے مقامات پر پائے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں رام اوتار اور مورتیوں کی پوجا کی جاتی ہے۔(20)

آٹھارویں صدی کے ہندو سلسلوں میں **برہمو سماج** کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس سلسلے کے بانی راجہ رام موہن رائے (م 1833ء) ہے۔ اس سلسلے نے ہندومت سے کثرت پرستانہ عقائد (Polytheistic beliefs) کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ رام موہن کے مطابق "ابدی و بے شکل خدا" کا تصور اور لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ایک ہی تصور ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کوئی مشکل ہستی نہیں ہے۔ اس میں اعتقاد کو بحال کیا جو کہ تمام کائنات کا خالق اور قائم رکھنے والا ہے۔(21) آپ نے اس سلسلے کی ابتدا اپنشد کی دیانت اور عیسائی اخلاقیات کی بنیادوں پر کی ہے۔ اس سلسلے کے عبادت کا طریقہ کار پُرٹسٹنٹ عیسائیوں سے مماثلت رکھتا ہے۔ اس سلسلے میں داخل ہونے والوں کے لیے چند شرائط مقرر ہیں جن میں بت پرستی سے احتراز، خدا سے محبت اور اس کی خوشنودی کو حاصل کرنا شامل ہے۔(22)

اسلام میں تصوف کا باقاعدہ آغاز دوسری صدی ہجری سے ہوتا ہے۔ دوسری صدی عیسوی سے صوفیاء کرام نے تزکیہ نفس کے مختلف طریقے وضع کیے جن کو سلسلہ یا خانوادہ کہا جاتا ہے۔ ان سلسلوں کی تعداد تقریباً 175 ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں تصوف کے چار سلسلوں سلسلہ قادریہ، سلسلہ سہروردیہ، سلسلہ چشتیہ اور سلسلہ نقشبندیہ کو شہرت حاصل ہے۔ کچھ سلاسل صوفیائے کرام کے ناموں سے موسوم ہیں جیسے سلسلہ ادھیمیہ، ابراہیم بن ادھمؒ کے نام سے موسوم ہے اور کچھ سلاسل صوفیائے کرام کے مسکن و علاقے کی وجہ سے موسوم ہیں جیسے کہ سلسلہ چشتیہ جو کہ چشت سے موسوم ہے۔ سلاسل تصوف کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے یہاں پر سب کا تذکرہ کرنا مشکل ہے۔ ذیل میں بعض مشہور سلاسل تصوف کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

سلسلہ زیدیہ حضرت حسن بصریؒ کے خلیفہ حضرت خواجہ شیخ عبدالواحد بن زیدؒ(م177ھ) سے منسوب ہے۔ آپ نے خرقہ خلافت کمیل بن زیادؒ سے حاصل کی۔ آپؒ کے آباؤاجداد کا تعلق بصرہ سے ہے۔(23) یہ سلسلہ بعد میں چار نئے سلسلوں عیادیہ، ادھمیہ، ہبیرہ اور چشتیہ میں تقسیم ہوا۔

سلسلہ عیادیہ کے بانی حضرت فضیل بن عیاضؒ(م187ھ) کی ولادت سمرقند میں ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ عبدالواحد زید کے مرید اور امام اعظم کے شاگرد تھے۔ آپؒ نے روحانی تعلیم اس دور کے مشہور مشائخ سے حاصل کی جو کہ آئمہ اہل بیت سے تعلق رکھتے ہیں۔(24)

سلسلہ ادھمیہ مشہور صوفی بزرگ فضیل بن عیاد کے خلیفہ ابراہیم بن ادہمؒ سے منسوب ہے۔ آپ شروع میں بلخ کے بادشاہ تھے۔ آپ نے روحانی تعلیم اور خرقہ خلافت فضیل ابن عیاضؒ اور امام باقرؒ سے حاصل کی جو کہ امام حسین کے نواسے ہیں۔ آخر میں یہ سلسلہ حضرت علی سے ملتا ہے۔16 جمادی الاول162ھ کو وفات ہوئے۔ مزار مبارک جبلہ شام میں واقع ہے۔(25)

سلسلہ ہبیریہ خواجہ ابوہبیرہ امین الدین بصریؒ(م287ھ) سے منسوب ہے۔ آپ نے صرف سترہ سال کی عمر میں علوم ظاہر کی تعلیم حاصل کی۔خواجہ حذیفہ مرعشی کے شاگرد تھے۔ آپ شروع سے مجاہدہ اور تنہائی پسند کرتے تھے اس وجہ سے ایک حجرے میں اپنا وقت گزار کر روزانہ دومرتبہ قرآن مجید ختم کرتے تھے۔

سلسلہ عجمیہ امام حسن بصری کے خلیفہ خواجہ حبیب عجمیؒ(م156ھ) سے منسوب ہے۔کنیت ابو محمد ہے۔فارس کے رہنے والے تھے۔بہت سے مشائخ سے آپؒ کی ملاقات ہوئی۔ مزار مبارک بصرہ میں ہے۔(26)خیبیبیہ یا عجمیہ سلسلے سے بعد میں مزید آٹھ سلسلے بنے۔کرخیہ ،سقطیہ،طیفوریہ، جنیدیہ، غزرونہ، طرطوسیہ، سہروردیہ اور فردوسیہ

سلسلہ طیفوریہ کے بانی بایزید بسطامیؒ تھے۔اصل نام طیفوران عیسی بن آدم بن سروشان اور لقب سلطان العارفین ہے۔اس سلسلہ کی بنیاد سکر وغلبہ پر ہے یعنی ہمیشہ یہ لوگ نشہ الہی میں سرشار ومست رہتے ہیں۔ آپ 267ھ یا 234ھ کو وفات ہوئے مزار بسطام میں واقع ہے(27)

سلسلہ کرخیہ معروف کرخیؒ سے منسوب ہے۔ آپ کے والد کا نام فیروز یا فیروزان ہے۔ آپؒ کے والد آتش پرست تھے۔خلافت امام موسی کاظمیؒ سے حاصل کی۔جو کہ آپ ﷺ کے خاندان کے ساتویں امام تھے۔ آپؒ نے خواجہ داود طائیؒ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔(28)

سلسلہ سقطیہ حضرت معروف کرخیؒ کے مرید شیخ سری سقطیؒ(م250ھ) سے منسوب ہے۔کنیت ابوالحسن ہے۔اپنے وقت میں تصرف اور علم میں کامل ماہر تھے۔ مزار بغداد میں ہے۔اس سلسلے کے لوگ صائم الدھر اور قائم الیل ہوتے ہیں۔اکثر یہ اعتکاف کی حالت میں ہوتے ہیں۔تین دن کے بعد یہ خلوت سے نکلتے ہیں۔اور دوستوں کے ساتھ افطار کرتے ہیں۔ذکر دائرہ / حلقہ میں بیٹھ کر کرتے ہیں۔(29)

سلسلہ جنیدیہ کے بانی جنید بغدادیؒ تھے۔کنیت ابوالقاسم اور لقب سید الطائفہ ،طاوس العلماء، قواریری، زجاج اور خراز ہے۔ آپؒ خواجہ سری سقطیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کے منسوبین کو جنیدیان کہتے ہیں۔اس سلسلہ کی بنیاد صحو پر قائم ہے۔وفات 297ھ کو ہوئی قبر مبارک بغداد میں ہے۔(30)

سلسلہ غزرورنیہ کے بانی حضرت خواجہ ابواسحق غزرونیؒ(م1037ھ) تھے۔ آپؒ نے غزرون کی بادشاہت کو چھوڑ کر خواجہ عبداللہ حفیفؒ کی مریدی اختیار کی تھی۔یہ سلسلہ حضرت علی پر ختم ہوتا ہے۔(31)

سلسلہ طوسیہ کے بانی خواجہ وجیہہ الدین ابو حفصؒ کے خلیفہ علاؤالدین طوسیؒ تھے۔ آپؒ کا کئی واسطوں سے جنید سے واسطہ ہے۔ اس سلسلے کے لوگ رقص وسماع کو پسند کرتے ہیں۔ ذکر جلی میں مشغول ہوتے ہیں۔ کافر و مسلم اور امیر و غریب میں فرق نہیں کرتے۔

سلسلہ فردوسیہ کے بانی شیخ نجم الدین کبریٰؒ تھے۔ اس سلسلے کی بنیاد چھٹی صدی ہجری میں بغداد میں رکھی گئی۔ آپؒ شیخ ابو نجیب سہروردیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپؒ کو شیخ ابو نجیبؒ نے خلافت عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ تم مشائخ فردوس ہو اس وقت سے اس سلسلے کا نام فردوسیہ پڑا۔ ہندوستان میں اس سلسلے کی ابتداء خواجہ بدرالدین سمرقندیؒ سے ہوئی۔ اس سلسلے کے بزرگوں میں رکن الدین فردوسیؒ اور حضرت نجیب الدین فردوسیؒ مشہور ہیں۔(32)

سلسلہ یوسیہ شیخ خواجہ احمد یسویؒ (ترکستانی) سے منسوب ہے۔ ترکستان کے مشہور شہر یسی میں پیدا ہونے کی وجہ سے آپؒ شیخ آف ترکستان کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ 562ھ کو وفات ہوئے مزار یسی میں ہے۔(33)

سلسلہ نوریہ شیخ سری سقطی کے خلیفہ حضرت ابو الحسن النوریؒ (م245ھ) سے منسوب ہے ۔ آپؒ کے اساتذہ میں شیخ سری سقطیؒ اور حضرت محمد بن علی قصابؒ جیسے اساتذہ شامل ہیں۔ حضرت جنیدؒ کے ہم عصر تھے۔ آپؒ کی وفات پر جنیدؒ نے فرمایا کہ نوریؒ کے انتقال سے آدھا علم جاتا رہا۔ آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے اللہ تعالی کو دنیا میں نہ پہچانا وہ آخرت میں اس کو نہ پہچان سکے گا۔(34)

سلسلہ خزریہ محمد بن منصور طوسی کے مرید شیخ ابو سعد الخزازؒ (م286ھ) سے منسوب ہے۔ آپؒ نے سب سے پہلے فنا و بقا کے بارے میں بات کی اور فنا اور بقا دونوں حال میں عبادت الہی کی۔ آپ علم توحید و اشارات میں یکتائے زمانہ اور امام وقت تھے۔ وقت کے بارے میں آپؒ نے فرمایا ہے کہ اسے قیمتی چیز کے سوا ضائع نہ کرو۔

سلسلہ شطاریہ عشقیہ شیخ محمد علی عشقیؒ کے خلیفہ خواجہ محمد عارفؒ سے منسوب ہے۔ شیخ عبد اللہ شطاریہؒ پہلے شخص تھے جو کہ پہلے ہندوستان تشریف لائے۔ حقیقت میں یہ سلسلہ بسطامیہ کی ایک شاخ ہے اور یہ تمام صوفی سلسلوں میں قدیم سلسلہ تصوف ہے۔(35)

سلسلہ سادات کرم سید جلال الدین بخاریؒ (م785ھ) سے منسوب ہے۔ آپؒ اوچہ میں یکم شعبان 707ھ کو پیدا ہوئے۔ والد کا نام جلال الدین حسین ہے۔ کنیت ابو عبد اللہ لقب مخدوم جہانیاں جہاں گشت ہے۔ بخارا سے ہندوستان تشریف لا کر یہاں پر حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کی مریدی اختیار کی۔ آپؒ نے دو خرقے حاصل کیے۔ ایک خرقہ بہاءالدین زکریا ملتانی کے نواسے شیخ رکن الدین سہروردیؒ سے حاصل کیا اور دوسرا خرقہ شیخ نصیر الدینؒ جو کہ نظام الدین اولیاؒ کے خلیفہ تھے سے حاصل کیا۔(36)

سلسلہ قلندریہ مختلف سلاسل کے مشائخ پر مشتمل ہے۔ اس سلسلے کو قلندریہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سلسے سے تعلق رکھنے والے تمام افراد قلندر ہوتے ہیں۔ یہ لوگ صرف اپنے حال میں مست ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں سب سے بڑے قلندر سلطان شمس الدین التمش کے دور میں خضر رومی تھے۔ جو خواجہ بختیار کاکیؒ کے مرید تھے۔ دوسرے قلندر شرف الدین ابو علیؒ تھے۔ آپ نے روحانی تعلیم قطب الدین بختیار کاکیؒ سے حاصل کیا تھا۔(37)

سلسلہ شاذلیہ ابو الحسن علی بن عبد اللہ الشاذلیؒ (م656ھ) سے منسوب ہے۔ نام علی بن عبد اللہ بن عبد الجبار بن تمیم بن ہرمز شاذلی ہے۔ اس طریقے کے پانچ اصول ہیں۔ ظاہر و باطن میں اللہ تعالی سے ڈرنا، قول و فعل میں سنت کی پابندی، فقر و غنا میں دنیا سے نفرت، ہر بات میں خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی اس میں رضائے الہی پر قانع رہنا اور غم اور خوشی کے لمحات میں اللہ تعالی سے رجوع کرنا۔(38)

سلسلہ سیاریہ شیخ ابو العباس سیاریؒ(م 343ھ) سے منسوب ہے۔ اس سلسلے نے جمع و تفرقہ پر کلام کیا۔ نام قاسم بن قاسم مہدیؒ اور کنیت ابو العباس ہے۔ آپؒ کے استاد ابو بکر محمد بن موسی الغرغانیؒ ہیں۔ آپؒ محدث، فقیہ اور علوم ظاہر و باطن کے جید عالم تھے۔ اس سلسلے کے پیروکار آج بھی نسا اور مرو میں پائے جاتے ہیں۔

سلسلہ تستریہ یا سلسلہ سہیلہ سہل بن عبد اللہ تستریؒ(م 283ھ) کی طرف منسوب ہے۔ اس سلسلے نے تزکیہ نفس کے اصول ترتیب دیئے ہیں۔ یہ لوگ سزائے نفس کے قائل ہیں۔ حضرت ذوالنون مصریؒ کے مرید تھے۔ اس سلسلہ کی بنیاد اجتہاد اور مجاہدہ نفس پر ہے۔

سلسلہ حکیمیہ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن علی حکیم ترمذیؒ(م 255ھ) سے منسوب ہے۔ اس سلسلے نے ولایت کا تصور پیش کیا۔ آپؒ اپنے زمانے کے علوم ظاہری و باطنی کے امام تھے۔ فن حدیث میں آپؒ کو اسناد عالی حاصل تھیں۔ آپؒ کا زیادہ تر کلام اور طریقت کی بنیاد ولایت پر ہے۔ آپؒ ولایت اولیاء کے درجات اور ان کی ترتیب کی رعایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ الگ تھلگ سمندر کا ناپید کنارہ ہے۔ جس میں بہت سے عجائبات پوشیدہ ہیں۔

سلسلہ قصاریہ حمدون قصارؒ(م 271ھ) سے منسوب ہے۔ آپؒ محدث اور فقیہ تھے۔ آپؒ کے اساتذہ میں محمد بن بکار بن ریانؒ اور ابن راھویہؒ شامل ہیں۔ اس سلسلے میں اظہار اور تشہیر ہے۔ آپ کو ابو تراب نخشبی علی نصر آبادی کی صحبت بھی نصیب تھی۔

سلسلہ محاسبہ بصرہ کے رہائشی حارث بن محاسبیؒ سے منسوب ہے۔ علماء مشائخ اور متقدین میں سے ہیں۔ علوم ظاہر و علوم اصول و معاملات واشارات کے جامع ہیں۔ آپؒ فرماتے تھے کہ جس شخص کا باطن مراقبہ اور اخلاص سے صحیح درست ہو جائے تو اللہ تعالی اس کے ظاہر کو مجاہدہ اور اتباع سنت سے آراستہ کر دیتا ہے۔(39)

سلسلہ سنوسیہ محمد بن علی السنوسی الخطبی الحسینی الادریسیؒ سے منسوب ہے۔ الجزائر میں 1202ء کو پیدا ہوئے۔ روحانی تعلیم شیخ عبد الوہاب سے حاصل کی۔ بیعت آپؒ نے ادریسیہ سلسلے کے بانی احمد بن عبد اللہ بن ادریس الفارسیؒ کے ہاتھ پر کی اور خرقہ خلافت بھی اسی سے حاصل کی۔

سلسلہ اشرفیہ عبد اللہ اشرف رومیؒ(م 895ھ) سے منسوب ہے۔ آپؒ مولانا یعقوب چرخیؒ کے مرید تھے۔ اس نے آپؒ کے بارے میں فرمایا کہ خواجہ کو قوت و تصرف حاصل تھا۔ صرف اجازت کی دیر تھی اور فرمایا کہ طالب کو پیر کے ہاں اس طرح آنا چاہیے جیسے عبید اللہ آیا ہے کہ تیل بتی سب کچھ موجود تھا صرف آگ لگانے کی ضرورت تھی۔(40)

سلسلہ مداریہ کے بانی شیخ بدیع الدین مدارؒ(م 838ھ) تھے۔ ابتدائی تعلیم اور خرقہ خلافت مولانا خذیفہ شامیؒ سے حاصل کیا۔ آپؒ فرماتے تھے کہ انسان کو چاہیے کہ پہلے اپنے آپ کو پہچان لے پھر وہ خدا کو پہچان سکتا ہے۔(41)

سلسلہ بکتاشیہ حاجی شیخ بکتاشؒ(م 759ھ) خراسانی سے منسوب ہے۔ آپؒ نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ تعلیم خراسان سے حاصل کی۔ جو کہ اس وقت علم کا مرکز تھا۔ روحانی علم شیخ لقمانؒ سے حاصل کیا۔ اس طریقہ میں اسلام اور مسیحت کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ ان کے ہاں شراب حرام نہ تھی اور یہ عقیدہ تناسخ کے قائل تھے۔

سلسلہ مولویہ مولانا جلال الدین رومیؒ(م 672ھ) سے منسوب ہے۔ آپؒ مولانا رومی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپؒ کا کلام اسرار معرفت اور رموز تصوف سے بھرا ہوا ہے۔ درویش کے بارے میں آپؒ نے فرمایا کہ جو جانور زمین سے اوپر اڑتا ہے اگرچہ وہ آسمان تک نہیں پہنچ سکتا

لیکن وہ جال سے دور ہوتا ہے اور ہلاکت سے بچتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی درویش بن جاتا ہے اگر وہ معراج کمال کی حد کو نہیں پہنچتا لیکن پھر بھی وہ عام لوگوں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ اور دنیا کے جھگڑوں سے دور ہو جاتا ہے۔(42)

سلسلہ رفاعیہ حضرت سید احمد بن ابو الحسن رفاعیؒ(م578ھ) سے منسوب ہے۔ شافعی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ خرقہ خلافت اپنے ماموں منصور البطائحی سے حاصل کیا۔ آپؒ کا انتقال سماع کے دوران ہوا۔

سلسلہ طرطوسیہ کی نسبت حضرت شیخ ابو الفرح طرطوسیؒ(م447ھ) کی طرف ہے۔ شیخ عبد الواحد اتمیمیؒ کے مرید ہیں۔ خرقہ خلافت بھی اسی سے حاصل کیا۔ اپنے وقت کے کاملین اولیاء اور صاحب مقامات و کرامات میں آپؒ کا شمار ہوتا ہے۔(43)

سلسلہ کبرویہ نجم الدین کبریؒ(م618ھ) سے منسوب ہے۔ آپؒ کے اساتذہ میں ابوطاہر السلفیؒ، محمد بن بلیمانؒ وغیرہ شامل ہیں۔ آپؒ کو" شیخ ولی تراش" بھی کہتے ہیں۔ اس مناسبت سے حالت وجد میں آپ کی نظر جس پر پڑتی وہ درجہ ولایت تک پہنچ جاتا۔

سلسلہ طائفہ یونسیہ شیخ یونس بن یوسف شیبانیؒ(م619ھ) کی طرف منسوب ہے۔ خرقہ خلافت شیخ علی ہیتیؒ سے حاصل کیا۔ آپؒ نے شیخ عبد القادر جیلانیؒ سے بھی فیض حاصل کی۔ آپؒ صاحب کرامات و مقامات تھے۔(44)

سلسلہ خواجگان خواجہ یوسف بن ایوب ہمدانیؒ(م535ھ) سے منسوب ہے۔ آپؒ حنفی المذہب تھے۔ آپؒ کے اساتذہ میں شیخ ابو علی فارمدیؒ اور شیخ ابو اسحاق شیرازیؒ وغیرہ شامل ہیں۔ آپؒ کے تصانیف میں زبدۃ الحیوۃ، منازل السائرین اور منازل السالکین شامل ہیں۔

سلسلہ خفیفہ شیخ ابوعبداللہ محمد بن حفیف شیرازیؒ(م371ھ) سے منسوب ہے۔ آپ نے حضور اور غیبت کا تصور پیش کیا۔ حضرت رویمؒ کے مرید تھے۔ آپ کو منصور خلاج سے شرف نیاز حاصل تھا۔ آپؒ کو ظاہری اور علوم باطنی میں کمال حاصل تھی۔

سلسلہ حلولیہ ابی حلمان دمشقی سے منسوب ہے۔ اس سلسلے کے پیروکار سماع اور رقص کے شوقین ہیں۔ اس سلسلے کے لوگ عورتوں اور بغیر داڑھی کے لوگوں کو دیکھنا جائز تصور کرتے ہیں۔ ان کے مطابق یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جو ہم پر نازل ہوئی ہیں۔ اسی وجہ سے جائز و حلال ہیں۔ اس سلسلے والے درویشانہ لباس پہنتے ہیں۔ یہ شور کرتے ہیں۔ اور بعض دفعہ یہ گریبان اور آستینیں پھاڑ دیتے ہیں۔

سلسلہ تجانیہ کے بانی ابو العباس احمد بن محمد التجانی(م1230ھ) ہے۔ اس سلسلے کے پیروکاروں کو احباب کا نام دیا جاتا ہے۔ آپ کے سب سے مشہور مرید اور خلیفہ شیخ علی بن عیسی تھے۔ بعد میں اس سلسلے کی اشاعت شیخ علی بن عیسی کے بیٹے محمد اصغر اور محمد کبیر کے ذریعے سے ہوئی۔ اس سلسلے کی اشاعت مصر، عرب اور ایشیا میں ہوئی۔ لیکن اسے ترقی فرانسیسی افریقہ میں ہوئی۔ مراکش میں اس سلسلے کو محمد الحافظ بن مختار نے متعارف کرایا۔ فرانسیسی(گنی) میں اس سلسلے کی اشاعت الحاج عمر نے کی۔ تجانیہ سلسلے کے اعمال اور اشغال کے سب سے اہم مجموعے کا نام" جواہر المعانی وبلوغ الامانی فی فیض الشیخ التجانی" ہے۔ دوسری مشہور کتاب" کشف الحجاب ہے۔"

سلسلہ جلوتیہ شیخ عزیز محمود ہدائی سے منسوب ہے۔ یہ ایک خاص سنی طریقہ ہے۔ اس کی بیاد سات اسمائے الٰہی کے ذکر پر ہے۔ اس سلسلے کے ماننے والے اپنے سروں پر سبز عمامہ باندھتے تھے۔ جن میں کپڑے کی تیرہ پٹیاں ہوتی تھیں۔ سلسلہ جلوتیہ جلوہ سے مشتق ہے، تصوف کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ انسان غور و فکر کے ذریعے خلوت سے نکل کر ہستی باری تعالیٰ میں گم ہو جائے۔(45)

سلسلہ قادریہ حضرت محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانیؒ سے منسوب ہے۔ اس سلسلے کی بنیاد حضرت جنیدؒ کی تعلیمات پر رکھی گئی ہے یہ سلسلہ درود پر زور دیتا ہے اس سلسلے میں اکثریت اہل وسنت والجماعت کے لوگوں کی ہے۔ یہ لوگ سماع کے خلاف ہیں ذکر جلی اور ذکر خفی کو جائز قرار دیتے ہیں۔ یہ لوگ سبز پگڑی باندھتے ہیں اور ان لوگوں کے لباس کا کوئی نہ کوئی حصہ بادامی رنگ کا ہوتا ہے۔(46)

سلسلہ سہروردیہ کے بانی شیخ ابو نجیب عبد القادر سہروردیؒ (م 564ھ) ہے۔ آپؒ نے شیخ احمد غزالیؒ، حضرت عبد القادر جیلانیؒ اور شیخ حماد باسؒ سے روحانی فیض حاصل کی۔ آپؒ کی وفات کے بعد حضرت شیخ شہاب الدینؒ سہروردی نے اسے ترقی دی۔ اس سلسلے میں سانس بند کر کے اللہ ہو کہنے پر زور دیا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ سماع کو پسند نہیں کرتے اور قرآن مجید کی تلاوت پر زور دیتے ہیں۔ یہ سلسلہ ذکر جلی اور ذکر خفی دونوں کو جائز قرار دیتے ہیں۔

سلسلہ چشتیہ کی ابتداء خواجہ ابو اسحاق شامی (م329ھ) سے ہوئی۔ ہندوستان میں اس سلسلے کی ابتداء معین الدین چشتی کے ذریعے سے ہوئی۔ آپؒ ہندوستان میں تصوف کے امام سمجھے جاتے ہیں۔ آپؒ کا سلسلہ گیارویں پشت میں امام حسین سے ملتا ہے۔(47) اس سلسلے کے پیروکار کلمہ شہادت پڑھتے وقت الا اللہ پر خاص زور دیتے ہیں۔ ان کو دہراتے وقت عموماً یہ سر اور جسم کے بلائی حصے کو ہلاتے ہیں۔ ان کے ہاں سماع جائز ہے۔ اس سلسلے کے درویش رنگین قسم کے کپڑے پہنتے ہیں اور ہلکے بادامی رنگ کو ترجیح دیتے ہیں۔(48)

سلسلہ نقشبندیہ کے بانی حضرت بہاؤ الدین نقشبندی بخاریؒ (م1389ء) ہیں۔ آپؒ کی ولادت کی بشارت حضرت خواجہ بابا سماسیؒ نے دی تھی۔ آپ کی ظاہری تربیت سید امیر کلالؒ (م772ھ) نے کی۔(49) آپ کے شاگرد صالح بن مبارک نے آپ سے متعلق ایک کتاب "مقامات سیدنا شاہ نقشبند" لکھی ہے۔ اس کتاب میں آپ کے حالات اور ذکر کے طریقے بیان کیے ہیں۔ اصولوں کے لحاظ سے سلسلہ نقشبندیہ کے لوگ حضرت اویس قرنی کی طریقت سے مماثلت رکھتے ہیں۔ ابتدا میں یہ سلسلہ ترکستان اور بخارا میں پروان چڑھی۔(50)

برصغیر میں سلسلہ نقشبندیہ کی پہچان حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ذریعے ہوئی اس لیے بعد میں یہ نقشبندیہ مجددیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ برصغیر میں اس سلسلے کی ابتدا حضرت خواجہ باقی باللہؒ (م1603ء) نے کی۔ سلسلہ نقشبندیہ مراقبے اور ذکر خفی پر زور دیتے ہیں لیکن سماع کے خلاف ہیں۔ ذکر خفی، شریعت کی پابندی اور بدعات سے مکمل اجتناب اس سلسلے کا طرہ امتیاز ہے۔(51)

ہندومت اور اسلام کے سلاسل تصوف کی تعلیمات میں مماثلت:

ہندومت اور اسلام اگرچہ دو مختلف عقائد رکھنے والے مذاہب ہیں۔ ہندومت میں ایک اللہ کے بجائے بہت سے بتوں کی پوجا کی جاتی ہے۔ اس کے برعکس اسلام میں وحدہ لاشریک کی عبادت کی جاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہندومت کے دینیاتی مواد اور ہندومت کے صوفیائے کرام کی تعلیمات میں ایک اللہ کی عبادت کا تذکرہ ملتا ہے۔ یہاں پر مختصراً ہندومت اور اسلام کے سلاسل تصوف کی تعلیمات میں مماثلت کا ذکر کیا جاتا ہے۔

عقیدہ توحید۔ اسلام کی بنیاد عقیدہ توحید پر قائم ہے۔ اسلام عقائد، عبادات اور دوسرے معاشرتی پہلو میں بھی توحید کا درس دیتا ہے۔ اسلام کے مطابق اللہ تعالی کی ذات وحدہ لاشریک ہے۔ وہ اکیلا ہے اور عبادت کے لائق ہے۔ کوئی اس کے برابری والا نہیں۔

ہندومت کے صوفیاء نے بھی اپنی تعلیمات میں توحید کی طرف اشارہ کیا ہے۔ صوفی رامانج نے کہا ہے کہ اللہ تعالی تمام صفات کا مالک ہے۔ وہ ہر جگہ موجود ہے۔ کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ سب کچھ اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وہ ہر چیز کا خالق و مالک ہے۔ بھگت کبیر نے بھی خدائے واحد کی عبادت پر زور دیا ہے اور بت پرستی سے لوگوں کو منع فرمایا ہے۔(52)

سلسلہ لگایت میں بھی ایک خدائے واحد کی عبادت کی جاتی ہے۔ وہ خدا کو مطلق، مختار اور تمام قسم کے حدوث سے منزہ قرار دیتے ہیں۔ **سلسلہ ستنامی** میں بھی ایک خدا کی عبادت پر زور دیا جاتا ہے۔ وہ خدا کو ست نام سے پکارتے ہیں۔ کسی بھی مادی چیز کو خدا تسلیم نہیں کرتے اور نہ کسی بت یا انسان کی عبادت کرتے ہیں۔(53) بیربھان نے اپنے تعلیمات میں خدائے واحد کی عبادت پر زور دیا ہے کہ اس ذات کی عباد

ت کرنی چاہیے جس نے انسان کو پہلی بار پیدا کیا ہے اور وہی اس کو موت دے گا۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور مخلوق کو ہمیشہ خدا پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ چرن داس نے بھی بت پرستی کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ بیوی کو چاہیے کہ صرف اپنے شوہر پر نظر رکھے اس کو دوسرے مردوں سے کیا لینا دینا۔(54)

مساوات: کسی بھی معاشرے میں استحکام اور امن وامان کے لیے مساوات کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اسلام کی نظر میں تمام انسان آپس میں شری مادھو برابر ہیں اور سب ایک آدم کی اولاد ہیں۔ تمام انسانوں کے بنیادی ضروریات اور حقوق مساوی ہیں۔ برتری اور فضیلت کا معیار نسل، رنگ اور زبان نہیں ہے۔ ہندومت کے صوفی چےتنیہ نے بھی اپنی تعلیمات میں مساوات کا درس دیا ہے کہ تمام انسان آپس میں برابر ہیں۔ خواہ وہ برہمن ہے یا شودر۔ اس کا تعلق کسی بھی ذات سے ہو۔ تمام انسان عزت وتکریم کے لائق ہیں۔(55) سلسلہ لال داسی کے مطابق ہندو، مسلم، عیسائی اور تمام دیگر مذاہب کے لوگ آپس میں برابر ہیں ان میں ذات پات کی کوئی فرق نہیں۔

نجات: اسلام کے نقطہ نظر سے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی کی ذات واحد ہے۔ وہ خالق ومالک ہے۔ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ اس کے اشارے سے سب کچھ ہوتا ہے۔ وہی انسان کو ہر چیز سے نجات دے سکتا ہے۔ ہندومت کے صوفی بھی خدا کو نجات کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ آچاریہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالی کی ہستی خود مختار ہے۔ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ اس کے فضل سے ہی انسان کو نجات ملتی ہے۔(56) چےتنیہ نے بھی کہا ہے کہ نجات اللہ تعالی کی عبادت اور اسی سے محبت ہی سے ملتی ہے۔(57)

عظمت انسان۔ معاشرے کے اندر تمام انسان آپس میں برابر ہیں۔ دنیا کا ہر انسان عزت کے لائق ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی نے انسان کو خوبصورت شکل وصورت میں پیدا کیا ہے۔ جیسے کہ اللہ کا ارشاد ہے:**لَقَدْ خَلَقْنَا الإنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ** (58)۔ بلاشبہ ہم نے انسان کو بہترین تناسب پر بنایا ہے اللہ تعالی نے انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف بخشا ہے۔ تمام انسانوں کو مٹی سے بنایا ہے اور تمام انسان حضرت آدم کی اولاد ہیں اس وجہ سے تمام دنیا کے انسان آپس میں برابر ہیں۔ ہندومت کے صوفی ملوک داس نے کہا ہے کہ سچا آدمی وہی ہے جو بھوکوں کو کھانا کھلاتا ہے۔ خواہشات نفسانی کا خاتمہ کرتا ہے۔ تو ایسے شخص کے سامنے تو عزرائیل بھی جھکتا ہے اور جو تمام انسانوں کے دکھ درد اپنا دکھ تصور کرتا ہے۔ انسانوں کی برابری کے بارے میں سکھ مت کے بانی گورونانک نے فرمایا ہے کہ تمام انسان برابر ہیں اور ان چار ذاتوں میں سے میرا کسی ذات سے تعلق نہیں ہے۔ کبیر پنتھ کے بانی کبیر داس نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ ہندو اور مسلمان ایک ہیں۔ ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ ایک ہی باپ کی اولاد ہیں اور ایک ہی خون سے پیدا ہوئے ہیں۔ جگ جیون داس نے کہا ہے کہ تمام انسان برابر ہیں اور سب میں ایک ہی نور چمکتا ہے۔ جسم وخون ایک ہے۔ نہ کوئی برہمن ہے نہ سادھو۔ ان میں کچھ مرد اور کچھ عورتیں ہیں۔

عبادات۔ ہندومت اور اسلام کے عبادت میں بھی کچھ مماثلت پائی جاتی ہے۔ مسلمان روزانہ مسجد میں جاکر پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں۔ سلسلہ رام سنہی کے پیروکار دن میں پانچ دفعہ اپنے عبادت خانوں میں جاکر عبادت کرتے ہیں۔ یہ مورتیوں کی پوجا نہیں کرتے۔ مسلمانوں میں جمعہ کے دن کو دوسرے دنوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اس دن مسلمان مسجدوں میں جاکر جمعہ کی نماز ادا کرتے ہیں۔ سلسلہ کرت بھجاس کے ماننے والے جمعہ کا دن مذہبی ذکر واذکار میں گزارتے ہیں۔(59) سلسلہ بشنوی کے پیروکار پانچ وقت عبادت کرتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کی طرح خدا، فرشتوں اور پیغمبروں کے نام لیتے ہیں جیسے میکائیل، عزرائیل اور جبرائیل۔(60)

حوالہ جات

1۔ ڈاکٹر تاراچند، ہندوستانی ثقافت پر اسلام کے اثرات، اردو تر از سعود الحسن خان، غزنوی کتب خانہ، کوئٹہ، 2007ء، ص3،4

2۔ڈاکٹر محمد اکرم رانا، بین الاقوامی مذاہب، یورب اکادمی، اسلام آباد، 2009ء، ص44

3۔ لیوس مور، مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا، اردو تر از یاسر جواد/ سعدایہ جواد، نگارشات پبلیشرز، لاہور، 2010، ص193

4۔ڈاکٹر محمد اکرم رانا، ص45

5۔ول ڈیورانٹ، تاریخ، تہذیب، تمدن، فلسفہ ہندوستان، اردو تر از طیب رشید، تخلیقات پبلیشرز، لاہور، 2012ء، ص175

6۔پروفیسر چوہدری غلام رسول چیمہ، ،مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، علم و عرفان پبلیشرز، لاہور، 2006، ص193

7۔ڈاکٹر تاراچند، ص119 تا122

8۔ Sri Swami Sivananda, All About Hinduism,A Divine Life Society, UttarPradesh,Himalayas,India,1997,P.86

9. F.E.Keay,A History of Hindi Literature,Association Press,5street Calcutta,India,1920,P.72

10 ۔ sri swami,All About Hinduism,p.85

11۔ڈاکٹر تاراچند، ص128

12۔ Sri Swami Sivananda,All About Hinduism,PP.86,87

13۔عبدالمجید سالک، مسلم ثقافت ہندوستان میں، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1957ء، ص 498

14۔ شیخ محمد اکرم، آب کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1986ء، ص465

15۔ڈاکٹر تاراچند، ص261

16۔اسفندیار، دبستان مذاہب (اردو)، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، طبع اول2002ء، ص223

17۔ڈاکٹر تاراچند، ص262، 261، 250، 279، 278

18۔ Kshitimohan Sen,Medieval Mysticism of India, Luzac & Co 46 great Russell Street,London,PP.146,147

19۔ڈاکٹر تاراچند، ص147 تا251، 150

20۔ F.E.Keay,p.58,59

21۔امولیہ رنجن مہاپتر، فلسفہ مذاہب، اردو تر از یاسر جواد، فکشن ہاوس، لاہور، 2001ء، ص168

22۔رشید احمد، تاریخ مذاہب، زمرد پبلیشرز، کوئٹہ، 2004ء، ص162

23۔ شہزادہ داراشکوہ قادری، سفینتہ الاولیاء، نفیس اکیڈیمی، کراچی، 1986ء، ص 120

24۔ محمد عبدالرحمن جامی، نفحات الانس، ص 58، 59

25۔ قادری، سفینتہ الاولیاء، ص 121 تا123

26۔ مذکور، ص 158، 157

27۔ مذکور، ص106، 105

28۔ مولاناعبدالعزیزہزاروی، سفینتہ العارفین، مکتبہ العلم، لاہور، 1983ء، ص156

29۔ڈاکٹر غلام قادرلون، مطالعہ تصوف (قرآن وسنت کی روشنی میں)، امن پبلیکیشنز، لاہور، 2010ء، ص117، 118

30۔ حافظ شاہ محمد شعیب، کاشف الاولیاءمترجم مراۃ الاولیاء، اردو تر از مولاناولی النبی، تورڈھیری، 2014ء، ص204، 206

31۔ John A Subhan,Sufism,Cosmo Publication, India, 2011,P. 173

Saiyid Attar Abbas Rizivi,A History of Sufism in India,Suhail academy, 2004, vol,1, pp.226,228 -32

Wahid Bakhsh Rabbani,Islamic Sufism,premier publishing company,Aligarh,India,2001, p.269-33

34۔ محمد عبدالرحمن جامی، نفحات الانس، دوست ایسوسی ایٹس، لاہور، 2003، ص94

Rizvi,vol.2,P. 151,152,154,169 -35

36۔ مذکور، ص154

Rabbani,PP.272 ,273 -37

38۔ دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، 1978ء، ج 1، ص563

39۔، قادری، سفینتہ الاولیاء ص228، 173، 172

40۔ جامی، ص70

41۔ ڈاکٹر عبدالمجید سندھی، پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2000ء، ص 473

42۔ ڈاکٹر ظہور الحسن شارب، تذکرہ اولیائے پاک وہند، اسلامی کتب خانہ، لاہور، 1965ء، 151 تا154

43۔ حافظ شاہ محمد شعیب، کاشف الاولیاء مترجم مراۃ الاولیاء، ص262

44۔ قادری، سفینتہ الاولیاء، ص 172، 173

45۔ مولانا ولی خان، مکالمہ بین المذاہب، مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل ٹاؤن، کراچی، 2007ء، ص194 تا201، 196

46۔ رشید احمد، تاریخ مذاہب، ص 459

Shaykh Muhammad Zakariyya,The mashaikh of Chisht,p.80 -47

Subhan,PP.192,193 -48

49۔ جامی، ص340، 343

50۔ مولانا ولی خان، ص193، 192

51۔ سید امین الدین، صوفیائے نقشبند، مقبول اکیڈمی، لاہور، 1973ء، ص191، 194

52۔ عبدالمجید سالک، ص498، 501، 503

53۔ تاراچند، ص147، 150، 246، 248

54۔ غلام رسول چیمہ، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، ص225، 228، 226

55۔ عبدالمجید سالک، ص504

56۔ تاراچند، ص279، 128

57۔ عبدالمجید سالک، ص504

58۔ القرآن، 95 : 4

59۔ تاراچند، ص206، 220، 241، 257، 261، 279

60۔ اسفندیار، دبستان مذاہب، ص224